خطبہ جمعہ

فرقان بٹالین کے بعض شہداء کا تذکرہ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے آٹھ بیٹے بھی اس میں شامل تھے

خدمت دین کے دوران طبعی وفات پانے والے دو واقفین زندگی کا تذکرہ

ان تذکروں کے ذریعہ شہداء سے متعلق بہت سی اہم معلومات اور کوائف اکٹھے ہو رہے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ر مئی ۱۹۹۹ء مطابق ۲۱ ہجرت ۱۳۷۸ء ھجری شمسی بمقام ایپل ہائم، ہائیڈل برگ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العلمين – الرحمٰن الرحيم – ملك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَاتَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾۔

(سورۃ البقرہ آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

ان آیات کا عام فہم ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے صبر کے ذریعے اور نماز کے ذریعے استعانت طلب کرتے رہو اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے وَلَاتَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَات اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔

جو شہداء کا تذکرہ شروع ہوا ہے آج بھی یہی تذکرہ جاری رہے گا اور آگے بھی جاری رہے گا۔ آج اس تذکرے سے پہلے میں یہ اعلان بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ آج لجنہ اماء اللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے اور آج اس کا جمعۃ المبارک کا دن پہلا دن ہے تو اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو بھی مبارک فرمائے اور ہر پہلو سے خدا تعالیٰ اس کے پروگرام میں برکت رکھ دے، خیر و عافیت سے یہ یہاں تشریف لائیں اور خیر و عافیت سے واپس جائیں۔ ان دعاؤں میں بھی آپ ان کو یاد رکھیں۔

شہداء کا جو ذکر چلا ہے آج کے بہت مختصر خطبے میں میں فرقان بٹالین کے شہداء کا پہلے ذکر کروں گا۔ فرقان بٹالین کا قیام حکومت پاکستان کی درخواست پر عمل میں آیا تھا کیونکہ کشمیر کے محاذ پر ہندوستان کا دباؤ بہت زیادہ تھا اور جس کثرت سے بعد میں پاکستان کو اپنے دفاع میں جراُتمندانہ شہادتیں پیش کرنے کی توفیق ملی ہے ابھی اس کا ذوق و شوق کے ساتھ یہ سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اور جماعت احمدیہ کا نمونہ ہی دراصل آغاز میں باقی مجاہدین کے لئے سرفہرست بن گیا اور جماعت کو جیسے ہر میدان میں پہل کرنے کی توفیق ملی ہے اسی طرح کشمیر کے جہاد میں بھی جماعت کو خدا تعالیٰ نے یہ پہل کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کی بہت ہی تفصیلی تاریخ ہے جو ہماری کتابوں میں محفوظ ہے مگر میں ان سب تفاصیل کو نظر انداز کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جو مرکزی پہلو ہے وہ یہ ہے کہ کون کون شہداء تھے جن کو شہادت کی توفیق ملی۔ اس لئے اس کے مختصر تعارف کے طور پر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے پاکستان کی حکومت کی تحریک پر ہی یہ تحریک کی تھی اور اس تحریک میں آپ نے اپنا بھی بہت ہی اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔ صرف احمدی والدین ہی کو تحریک نہیں کی بلکہ ان کے جذبہ شہادت کو بڑھانے کے لئے آپ نے اپنے بیٹے بھی اس تحریک میں سب سے پہلے پیش کئے۔

ان میں سے خاص طور پر دو بڑے بیٹے اس لحاظ سے قابل ذکر ہیں۔ ایک حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی آپ نے اس کو آرگنائز کرنے کے لئے یعنی اسے منظّم کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا اور دوسرے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی زندہ ہیں ان کے سپرد کیا تھا کہ وہ تمام تحریک کو منظّم کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اپنے اپنے دائرے میں بہت اعلیٰ خدمات سرانجام دیں اور ان دونوں کے علاوہ آپ کے چھ بیٹے بھی اس محاذ پر لڑنے کے لئے پہنچے اور ایک داماد، میر داؤد احمد صاحب بھی اس میں شامل ہوئے۔ اسی طرح خاندان کے دو اَور افراد بھی اس قربانی میں شامل ہو کر سعادت پا گئے۔ تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے اپنے دائرے میں خدمت کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

شہادت کے واقعات کی تفصیلات کو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے میں نظر انداز کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اب میں خطبات کو ویسے بھی مختصر کر رہا ہوں کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خطبات میں یہی سنت تھی کہ ضرورت پڑنے پر خطبات کو بہت لمبا بھی کر دیا کرتے تھے مگر بالعموم چھوٹا خطبہ دیا کرتے تھے۔ تو یہ جو میرا دستور بن گیا تھا کہ ہر خطبہ ضرور ایک گھنٹے کا ہو اب میں اس کو چھوڑ رہا ہوں اور مجھے اس سے زیادہ لطف آتا ہے کہ میں اس پرانی سنت کا احیاء کروں جس کا احیاء ہمارے زمانے میں ہمارے وقت کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کیا۔

ان شہداء میں سے جن کی قسم کا بیان ہوا ہے سب سے پہلے **مکرم برکت علی خان صاحب ساکن داتہ زیدکا، تحصیل پسرور** کا ذکر کرتا ہوں اور دوسرے نمبر پر ضلع گجرات کے **مکرم اللہ رکھا صاحب ساکن جسوکے**۔ دونوں نے بڑی بہادری کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ اللہ رکھا صاحب شہید کے وصال کے بعد ان کے کپڑوں میں سے ان کی والدہ کا ایک خط ملا جو ظاہر کر رہا ہے کہ احمدی خواتین میں جذبہ شہادت کس قدر عروج کرتا ہے۔ ان کی والدہ کے الفاظ یہ ہیں: "بیٹا احمدیت کی خاطر تن من دھن کی بازی لگا دینا، ہر مشکل کا مقابلہ کرنا اور پشت نہیں دکھانا بلکہ دلیری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنا"۔ اللہ تعالیٰ ان کی والدہ کو بھی جزا دے اور اس شہید کو بھی جزا دے کہ اس والدہ کی نصیحت پر لفظاً لفظاً عمل کیا اور شہادت کی روح کے ساتھ شہید ہوئے۔

جو باتیں ہمارے تاریخی مواد میں موجود نہیں ہیں وہ اب ان تذکروں کے ذریعے سے اکٹھی ہو سکتی ہیں اور ہو بھی رہی ہیں۔ جب بھی میں شہادت کا ذکر کرتا ہوں تو ان کے رشتے دار جو دنیا میں دور دراز پھیلے پڑے ہیں وہ ان کے متعلق مزید تفصیلات بھی بھجواتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ اگر ان کی پیچھے اولاد کوئی ہوئی ہے، رشتہ دار تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا کیا فضل فرمائے۔ پس یہ سارے امور رفتہ رفتہ خطوط کے ذریعے اکٹھے ہو کر ہماری تاریخ کا ایک نیا باب کھول دیں گے۔

تیسرے شہید جن کو اسی محاذ پر شہادت کی توفیق ملی ہمارے عزیز دوست پروفیسر سلطان اکبر صاحب کے چچازاد بھائی **چوہدری نصیر احمد صاحب** تھے۔ ۳ر اگست ۱۹۴۸ء کو بوقت شہادت کنوارے تھے اور سیکنڈ ائر کے طالب علم تھے۔ ان کے متعلق بھی یہی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ خاص جذبہ شہادت کے ساتھ فرقان بٹالین میں شامل ہوئے تھے۔ چوتھے نمبر پر مکرم منظور احمد صاحب اوجلوی تھے جو ۷ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو کشمیر کے محاذ پر شہید ہوئے۔ یہ بھی غیر شادی شدہ تھے۔ ایک بہن زندہ ہیں اور والدین فوت ہو چکے ہیں۔ اب ان کی بہن جو شاید سن رہی ہوں اللہ کرے کہ ابھی زندہ ہوں تو وہ اس بارے میں مزید معلومات ہمیں مہیا کر سکتی ہیں۔

پانچویں نمبر پر **مکرم عبدالرزاق صاحب** کا ذکر کرتا ہوں جو جذبہ شہادت کے شوق کے لحاظ سے دیوانوں کی طرح تھے۔ تقسیم ہند سے پہلے بھی آپ کو احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کے دفاع کی توفیق ملی یعنی قادیان اور اس کے ماحول میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ ایک صحابی ابن صحابی کی اولاد تھے یعنی آپ کے باپ بھی، آپ کے دادا بھی یہ دونوں صحابی تھے۔ اگرچہ ان کے چچا اور بھائی محاذ کشمیر پر جاتے ہوئے اس تاکید کے ساتھ ان کو پیچھے چھوڑ گئے تھے کہ تم یہیں رہو ہم جاتے ہیں لیکن ان کا شوق شہادت ان دونوں کے حکم پر غالب آ گیا اور از خود خاموشی کے ساتھ محاذ کشمیر پر پہنچے اور ۲۱ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو بڑی دلیری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ چونکہ غیر شادی شدہ تھے اس لئے ظاہراً پیچھے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ گھر والوں کے اصرار پر

کہ آپ واپس آجائیں آپ نے ان کو معذرت کا خط لکھ دیا جس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابدی شہادت پانے کو زندہ واپس لوٹنے پر ترجیح دیتے تھے اور بڑی دلی معذرت کے ساتھ آپ نے لکھا کہ اب میری واپسی کی توقع نہ کریں۔

چھ نمبر پر **مکرم محمد اسلم صاحب مانگٹ** کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ چوہدری جہان خان صاحب صحابی کے چھوٹے بیٹے تھے ۔ چوہدری جہان خان صاحب کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے آپ کی بیعت کرنے والے آخری صحابی چوہدری جہان خان صاحب تھے۔ یہ چوہدری محمد افضل صاحب مانگٹ جو کسی وقت امیر ضلع حافظ آباد رہے ہیں ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ ان کی شہادت ۱۹۴۸ء میں فرقان محاذ پر ہندوستان کی شدید بمباری کے نتیجے میں براہ راست ایک بم پھٹنے سے ہوئی یعنی ایسے بم پھٹنے سے جن کا براہ راست ان کے جسم پر اثر پڑا اور ان کے پرخچے اڑ گئے۔ شہادت کے وقت چونکہ آپ غیر شادی شدہ تھے اس لئے کوئی اولاد پیچھے نہیں چھوڑی۔

ساتویں نمبر پر **مکرم سخی منگ صاحب** کا ذکر کرتا ہوں۔ انہوں نے خود ۱۹۳۳ء میں، چھوٹی عمر میں ہی احمدیت قبول کی تھی۔ ۱۶ر، ۱۷ر جنوری ۱۹۴۹ء کو محاذ پر مجاہدین کا ٹرک کھڈ میں گرنے کی وجہ سے شہید ہوئے۔

آٹھویں نمبر پر **مکرم میاں غلام یسین صاحب** کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ یکم فروری ۱۹۴۹ء کو دوران خدمت نمونیہ سے وفات پاگئے تھے۔ وہاں شدید سردی سے بچاؤ کا چونکہ کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا تھا اس لئے بہت سے غرباء جو پوری طرح تن کو ڈھانپ نہیں سکتے وہ اسی دوران سردی کا شکار ہو گئے لیکن در حقیقت چونکہ شہادت کے شوق میں گئے تھے اور اسی ذمہ داری کو ادا کرتے کرتے فوت ہوئے اس لئے ان کو بھی شہید کا مقام حاصل ہوا۔

نویں نمبر پر **مکرم محمد خان صاحب** کا ذکر کرتا ہوں یہ بھی صحابی ابن صحابی کی اولاد تھے۔ ان کو فرقان بٹالین کے محاذ پر ۱۸ر مارچ ۱۹۴۹ء کو دشمن کی شدید بمباری کے نتیجے میں منہدم ہونے والی عمارت کے اندر شہادت کی توفیق ملی۔ ان کے ایک صاحبزادے عزیزم مبارک احمد نجیب، اللہ کے فضل سے سلسلہ کے ایک مخلص مربی ہیں اور نظارت اشاعت میں اعلیٰ درجہ کی علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

دسویں نمبر پر **مکرم بشیر احمد صاحب ریاض** کا ذکر کرتا ہوں۔ مقبوضہ کشمیر کے رہنے والے تھے اور اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی چار بہنیں تھیں۔ چونکہ غیر شادی شدہ تھے اس لئے ظاہر ہے کوئی اولاد پیچھے نہیں چھوڑی۔ ان کی شہادت ۹ر اکتوبر ۱۹۴۹ء کو ایک راکٹ لانچر پھٹنے کے نتیجے میں ہوئی اور موقع پر ہی دم توڑ دیا۔

گیارہ نمبر پر مقبوضہ کشمیر کے ایک اور نوجوان **عبدالرحمن صاحب** کا ذکر کرتا ہوں ۔ ان کی شہادت نہر میں ڈوبنے کے نتیجہ میں ہوئی۔ اسی محاذ سے یہ واپس آرہے تھے کہ رستے میں ایک نہر میں نہاتے ہوئے ڈوب گئے۔ کیونکہ ڈوب کر فوت ہونے والوں کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے شہیدوں میں ذکر فرمایا ہے اس لئے قطعاً مبالغہ نہیں کہ ہم ان کو شہید قرار دے سکتے ہیں۔ نیز چونکہ ان کا سفر محض للہ تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مسلمان ڈوب کر یا فوت ہونے والوں کو شہید قرار دیا خواہ وہ للہ سفر اختیار کئے ہوئے ہوں یا بغیر سفر کے ہی کسی نہر وغیرہ میں غرق ہو چکے ہوں ان سب کو رسول اللہ ﷺ نے شہید قرار دیا ہے۔ للہی سفر اس شہادت کی عظمت کو بڑھانے والا ایک زائد پہلو ہے۔ پس اس پہلو سے ان کو جب غرقابی نصیب ہوئی تو یہ غرقابی محض خدا کی خاطر ایک سفر کے دوران نصیب ہوئی۔ یہ اگرچہ شادی شدہ تھے مگر براہ راست انہوں نے کوئی اولاد پیچھے نہیں چھوڑی۔ ہاں ان کی بیوی کی دوسری شادی کے نتیجے میں جو اولاد ہوئی ان میں ایک عزیز محمد اشرف ضیاء مربی سلسلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہادتوں کو اس طرح نوازا کہ آگے بھی خدمات کے سلسلے ان کی نسل سے جاری فرمادئے۔

اس فہرست کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ اس وقت تک جو معلومات قطعی طور پر مل چکی ہیں ان کو شامل کر لیا گیا ہے اور بعد میں مزید آتی رہیں گی۔ اب میں ایسے شہداء کی فہرست پیش کرتا ہوں آخر پر جو واقفین زندگی تھے اور خدمت دین کے دوران میدان جہاد میں ان کی طبعی موت سے وفات ہوئی۔ چونکہ واقف زندگی تھے اس لئے اس دوران جو طبعی موت سے وفات ہے وہ بھی شہادت کا رتبہ رکھتی ہے۔ ان میں سرفہرست **مولوی عبیداللہ صاحب ابن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی** بھی ہیں۔ ان کا وصال ۷ر دسمبر ۱۹۲۳ء کو ماریشس میں ہوا تھا اور چونکہ خدمت دین پر مامور تھے اور اس دوران وفات ہوئی اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو شہداء میں شامل کیا یعنی شہداء میں تو اللہ تعالیٰ نے شامل کیا تھا شہداء کی فہرست میں حضرت مصلح موعودؓ نے ان کا بھی ذکر فرمایا۔

آپؓ کے الفاظ ان کے متعلق یہ ہیں:۔

"میں آج ایک دین کی خدمت میں جان دینے والے عزیز کی یاد کے لئے اور دوستوں کو اس کے لئے دعا کی تحریک کرنے کے واسطے خطبہ پڑھنے لگا ہوں۔ وہ دوست جس کو خدمت دین میں شہادت ملی وہ ہمارا عزیز بچہ عبیداللہ ہے"۔ یہ حافظ بشیر الدین صاحب عبیداللہ کے والد تھے اور ان کی ساری اولاد آگے جو سلسلہ جاری ہوا ہے یہ انہی کی پاک ذریت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی اولاد پر بڑی برکتیں نازل فرمائی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اکثر خدمت دین کرنے والے ہیں۔ شاید ہی کوئی ہو میرے علم میں نہیں جسے خدمت دین کی توفیق نہ مل رہی ہو۔ اگر نہیں مل رہی تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو خدمت دین کرنے والوں میں شامل فرمادے۔ یہ اس وقت سب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس شہادت کو ظاہری، دنیوی لحاظ سے بھی بہت رنگ لگائے ہیں اور دینی لحاظ سے بھی جیسا کہ میں نے عرض کیا بہت رنگ لگائے ہیں۔

آخر پر **الحاج مولوی محمد دین صاحب** کا ذکر کرتا ہوں جو حضرت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منجھلے بیٹے تھے۔ آپ کو ۱۹۳۶ء میں وقف کی توفیق ملی اور آپ کا پہلا وقف تین سال کے لئے تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو البانیہ تبلیغ کے لئے بھجوایا تھا۔ اس زمانے میں دیکھیں کہاں کہاں حضرت مصلح موعودؓ کا ذہن پہنچتا تھا اور کن کن ملکوں تک آپ کی رسائی تھی اور البانیہ میں جو اب شہادتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس کا بھی آغاز احمدی کے ذریعے ہی ہوا تھا یعنی ایک احمدی مبلغ کو سب سے پہلے وہاں جا کر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پہنچنے کی توفیق ملی تھی۔ اگرچہ اس ملک میں وہ شہید نہیں ہوئے لیکن آغاز انہی سے ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۱۸ر نومبر ۱۹۴۲ء کو اس محاذ سے واپسی کے بعد دوبارہ ساؤتھ افریقہ کے لئے روانہ کیا لیکن جس جہاز میں آپ سفر کر رہے تھے کیونکہ وہ جنگ کا زمانہ تھا اس لئے اسے تارپیڈو کا نشانہ بنایا گیا اور جہاز میں جہاز کے مسافروں سمیت آپ بھی غرق ہوئے۔ تو اس جہاز میں ایک شخص ایسا تھا جس نے خدا کی راہ میں، خدا کے رستہ میں جان دی اس لئے اس کا نام ہمیشہ کے لئے شہیدوں میں لکھا جائے گا۔ اس پہلو سے ان کو غرقابی کی شہادت بھی نصیب ہوئی اور خدمت دین کے سفر کے دوران وصال پانے کے نتیجے میں دوہری شہادت عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بہت بابرکت کرے، ہر لحاظ سے ان کی ترقی کے سامان کرے، دینی ترقی کے بھی اور دنیاوی ترقی کے بھی۔ ان کی اولاد کے متعلق اب تک جو مجھے علم ہوا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ اپنے پیچھے ایک بیٹے جمال دین نامی چھوڑے تھے جو کسی وقت کراچی میں رہتے تھے۔ اب اگر وہ اللہ کرے زندہ موجود ہوں تو وہ رابطہ کر سکتے ہیں، بتا سکتے ہیں کہ آگے ان کی اولاد کب ہوئی اور کتنی ہوئی اور کہاں کہاں پھیلی۔ بہر حال ہماری تاریخ میں تو صرف اتناذکر ہے کہ ان کے بیٹے جمال دین صاحب کسی وقت کراچی میں رہتے تھے اور اس وقت کیا حال ہے اس کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ مگر اس سلسلۂ خطبات کی ایک یہ بھی برکت ہو گی کہ وہ اگر زندہ ہوں، خدا کرے زندہ ہوں تو سن رہے ہونگے اور ہمیں اپنے حالات مزید بھجوائیں گے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں خدانخواستہ تو آگے ان کی اولاد ہم سے رابطہ کرے اور بتائے کہ ان کے بزرگ والدین کی شہادتوں کے نتیجہ میں ان کو کیا کیا دنیاوی اور دینی برکات وصول ہوئیں۔

اس ذکر کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور انشاء اللہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے لجنہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے، دعاؤں میں بہت بہت یاد رکھیں اور چونکہ بعض احمدی خواتین کے جذبہ شہادت کا ذکر ہے اس لئے میں خصوصیت کے ساتھ توقع رکھتا ہوں کہ ہماری لجنات اماء اللہ ان کی نیک قربانیوں کی روح کو اپنے سینوں میں ہمیشہ زندہ رکھیں گی اور نسلاً بعد نسلٍ یہ روح آگے منتقل ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان دعاؤں اور التجاؤں کو قبول فرمائے۔